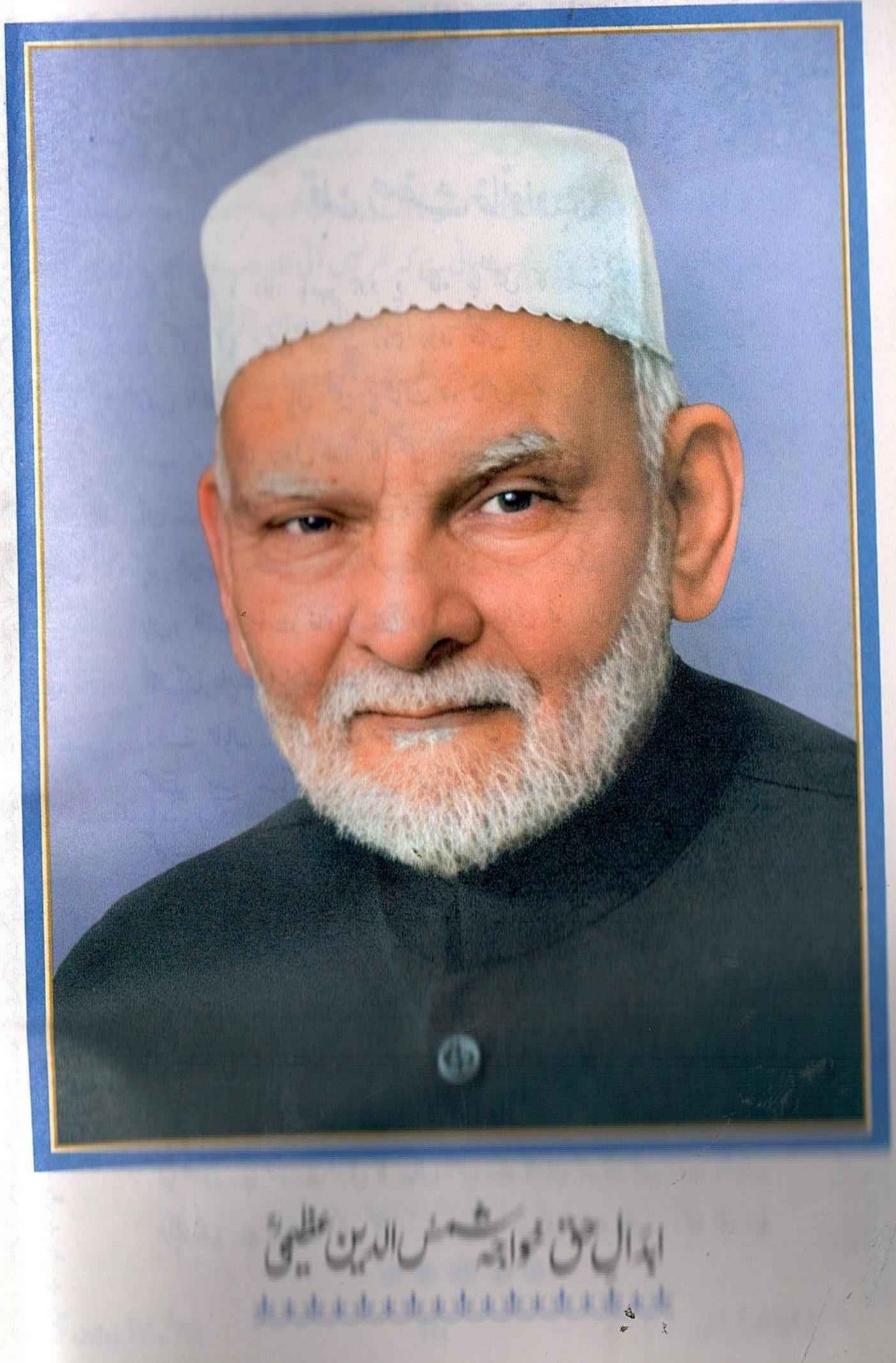


ابدالِ حق خواجہ شمس الدین عظیمی

28 جنوری 2025ء

خانوادہ سلسلۂ عظیمیہ، ابدالِ حق، حضرت خواجہ شمس الدین عظیمیؒ

کا عظیمیہ جامع مسجد، کراچی میں خواتین و حضرات زائرین سے دو نشستوں میں آخری خطاب

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں اصل میں چلّہ کرنے گیا تھا اللہ کے گھر۔ 21 دن کا میرا چلّہ تھا۔ آپ سب کی دعاؤں سے، محبت سے، کرم نوازیوں سے، خلوص سے، دل کی گہرائیوں سے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور نسبت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے سبق کی ابتدا کرائی ہے۔ یہ ایک ایسی نسبت ہے جو خالقِ کائنات رب العالمین کے اسماء اور اللہ کے محبوب، اللہ کے حبیب، اللہ کے دوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منظور ہوکر میرے مرشد کریم حضور قلندر بابا اولیاؒ ابدالِ حق، ممثّلِ کائنات، اللہ کے دوست، خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردِ رشید (کے ذریعے مجھے منتقل ہوئی)۔ یہ بات میں شاعرانہ نہیں کہہ رہا ہوں۔

ہر آدمی کے اندر دیکھنے کی دو طرزیں ہیں۔ اللہ رب العالمین ہے، یکتا ہے، نرا دھار ہے، اس کا کوئی ثانی نہیں ہے، وہ خالق ہے، مالک ہے، ظاہر کرتا ہے، باطن کرتا ہے، ہر آن ہر لمحہ۔ پھر سنیں — ہر آن ہر لمحہ، ہر آن ہر لمحہ غائب کرتا ہے۔ دوسری مرتبہ ہر آن ہر لمحہ، ہر آن ہر لمحہ، چھپا کر اور ہر آن ہر لمحہ ظاہر کرتا ہے۔ یولج الیل فی النہار — رات سے دن نکالتا ہے، ویولج النہار فی الیل — اور دن کو رات میں چھپالیتا ہے۔ بادل سے آسمان ڈھانپ دیتا ہے، بارش ڈیوٹی پوری کرتی ہے۔ سب کو پتہ ہے، بارش کیا ڈیوٹی پوری کرتی ہے۔ ڈیوٹی پوری کرکے چھپ جاتی ہے۔ دھوپ نکلتی ہے، رات ڈھانپ لیتی ہے۔

یولج الیل فی النہار و یولج النہار فی الیل

دن ظاہر ہوتا ہے، رات چھپ جاتی ہے۔ رات چھپ گئی، دن نکل گیا۔

آدمی ایک دن کا پیدا ہوتا ہے۔ مخلوق بھی ایک دن کے لیے پیدا ہوتی ہے۔ کروڑوں، اربوں، سنکھوں شماریات سے اتنی زیادہ کہ آپ اس کو بیان نہیں کرسکتے۔ ہر چیز، ہر چیز، ہر چیز چھپتی ہے، دوسرے لمحے ظاہر ہو جاتی ہے۔ یہ ظاہر اور باطن ہے کیا؟

مجھے کچھ یہ خیال ہوگیا ہے کہ میں 100 سال کے بالکل قریب ہوں، ایسا نہ ہو کہ کوئی بات رہ جائے، میرے مرشد کا پیغام آپ تک نہ پہنچے۔ اس مرتبہ تین دفعہ مجھے کچھ بولنے کا، کچھ کہنے کا، کچھ سمجھانے کا موقع عطا فرمایا۔ اب تک کے پتہ نہیں کتنی تقریریں ہوگئیں، کتنے سو ہوگئیں؟

(حاضرین: ساڑھے تین سو۔)

ساڑھے تین سو تقریریں آپ نے میری سنیں — یہ ساری ساڑھے تین سو تقریریں مبادیات ہیں، الف ب، ABCD کی تعلیمات ہیں۔ ان تعلیمات کو میرے مرشد کریم نے ساڑھے تین سال میں "لوح و قلم" کتاب پڑھائی۔ وہ کتاب اردو میں لکھی ہوئی تھی۔ اسلام آباد میں اتنے سفرا (سفیر) موجود تھے۔ انہوں نے مجھے بلایا۔ میں اسلام آباد گیا۔ جو کچھ وہاں ہوا، سوالات بھی کیے، سب کچھ کیا۔ وہاں ایک ڈین (Dean) تھے کسی سرکاری یونیورسٹی کے۔ غور سے سنیں۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا، عظیمی صاحب، میں نے "لوح و قلم" دو دفعہ پڑھی اور بڑے غور سے پڑھی، میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا۔

آپ سب افراد، جان سے زیادہ عزیز میری بیٹیو، میری بہنو، میرے بھائیو، میرے بزرگو، میرے دوستو، میرے بچو — ڈین، اسلام آباد یونیورسٹی کا، دو دفعہ کتاب پڑھی۔ وہ کہتا ہے، عظیمی صاحب، میں نے سبقاً سبقاً اس کتاب کو دو دفعہ پڑھا ہے، میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا۔ اب تیسری دفعہ، میں ایک دفعہ اور پڑھوں گا۔

میرے لیے وہ قابلِ احترام ہیں، ڈین علم کا ایک سرمایہ ہوتے ہیں۔ یونیورسٹی کے بڑے ہوتے ہیں۔ بعد میں نصیب یاوری کرے تو وہ پرنسپل (چانسلر) بن سکتے ہیں۔ اس میں یہاں یہ

کہہ رہا ہوں کہ ایک ذہین آدمی، اگر یونیورسٹی میں بیس ہزار لڑکے پڑھتے ہوں، ڈین بحیثیت استاد کے ان کا سربراہ ہوتا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں کہ دو دفعہ پڑھی، سمجھ میں نہیں آئی۔ میں خاموش رہا۔ پھر وہ بولے کہ اس کتاب کو، مجھے سمجھ میں آئے نہ آئے، میں پھر پڑھوں گا۔

قابلِ احترام دوستو! اس بات سے آپ کیا سمجھے، مجھے دو لفظوں میں بتادیں۔ اسلام آباد کی یونیورسٹی کے ڈین کی بات ہو رہی ہے۔ آپ اس بات سے کیا سمجھے؟ کتاب اردو میں لکھی ہوئی تھی۔ اردو تو سب ہی جانتے ہیں اور اس میں سے ایک آدمی نے اشارتاً یہ نہیں کہا کہ میں نے سمجھی۔ آپ اس کا مجھے کیا جواب دیں گے؟ یہ جتنے intellectual لوگ پڑھے لکھے ہیں، میرے بزرگ، میرے بھائی، میرے محترم دوست، میری اماں، میری دادی، میری نانی، میری بہنیں، میری بیٹیاں، مجھے اس سوال کا جواب دیں کہ ڈین جو یونیورسٹی کو کنٹرول کر رہا ہے اپنے سبجیکٹ کے لحاظ سے، یہ اردو کی کتاب، دو دفعہ پڑھی انہوں نے، یہ بہت بڑائی کی بات ہے، بہت بڑائی کی بات ہے۔ وہ کہتے ہیں میری سمجھ میں نہیں آئی، تیسری دفعہ پڑھوں گا۔ یہ ایک معمّہ بھی ہے، ایک سوال بھی ہے، ایک علمی نوعیت کا امتحان بھی ہے۔ آپ مجھے بتادیں، وہ ڈین کیوں نہیں سمجھے؟ اور اس بات کا اندر کیوں ان کا تقاضا ہے، کیوں اتنی بے چینی ہے کہ ایک دفعہ اور پڑھوں گا۔ کیوں، کیوں—؟

سب سے سوال ہے۔ کوئی ایک آدمی جواب دے دے۔

(حاضرین میں سے ایک صاحب: جی حضور، وہ اس لیے نہیں سمجھ سکے کہ ان کے۔)

میری بات سنیں۔ آرام سے۔ آپ کی آواز اب یہ ساری دنیا میں جا رہی ہے۔

جی — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اباجان، میری سمجھ میں یہ آیا کہ وہ اس لیے نہیں سمجھ سکے کہ ان کو سمجھانے کے لیے ایک روحانی مرشد کی ضرورت ہے۔)

(دوسرے صاحب: باباجان، میں یہ سمجھا کہ ایک تو انہوں نے بتایا کہ استاد کی کمی ہے۔ دوسرا انہوں نے جو پڑھا، جو اِس میں لکھا ہے، ہمارا اس میں مشاہدہ نہیں ہے۔)

میری مادری زبان اردو ہے۔ اب میں بچوں جیسی باتیں کروں گا کیوں کہ بوڑھا اور بچہ برابر ہوتے ہیں۔ میرے اباجی نے، اللہ انہیں رحمت نصیب فرمائے، نیک آدمی تھے — ہیں۔ پانچ انہوں نے حج کیے۔ ایک حج پیدل کیا ہندوستان سے مدینہ منورہ تک اور وہ سفر چھ مہینے میں پورا ہوا۔ جب وہ گھر آئے تو ان کے پیر گلے ہوئے تھے۔ پیدل سفر۔ اللہ کا بڑا کرم ہے، ان کا وہاں ایک ملکیتی گھر تھا۔ ابھی تک لوگ گواہ ہیں کہ اس گھر میں انہوں نے قیام کیا اور آخر میں وہ گھر انہوں نے خانہ کعبہ کے نام وقف کر دیا۔ آج وہاں طواف ہوتا ہے۔ بہت کام کی بات بتا رہا ہوں۔ بتانی نہیں چاہئے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ضرور بتانی چاہئے۔

اب وہ ہندوستان آ گئے۔ ہندوستان میں سعودی عرب سے خط آیا — یہ گھر خانہ کعبہ کی حدود میں آنا چاہتا ہے۔ کیا آپ نے اس کو فروخت کرنا ہے؟ تو اباجی نے اس کو وقف کر دیا۔ الحمدللہ، آج وہاں حج کا طواف ہوتا ہے۔ دو نمبر (دو نمبر گیٹ کے پاس۔)

آپ کی سمجھ میں آئی، یہ گھر کی کہانی کیوں لے کے بیٹھ گیا؟ وہ (والد صاحب) ہر بقرعید میں ایک گائے قربان کرتے تھے۔ میں نے ایک دن پوچھا، اباجی، اس میں تو سات حصے ہوتے ہیں تو انہوں نے نام لیے۔ سب سے پہلے انہوں نے کہا کہ ایک اللہ کے لیے، ایک حضور پاکؐ کے لیے، ایک اپنے پیر و مرشد کے لیے، ایک اپنی دادی کے لیے — چار حصے۔ تمہاری ماں صاحبِ زکوٰۃ ہے، اس کے لیے۔ ایک حصہ بچتا ہے، میں اعلان کرتا ہوں بھائی، میرے پاس ایک حصہ ہے، کسی نے لے لیا — لے لیا، نہیں لے لیا — ایک عوام کے لیے۔

میں آزاد مکتبِ فکر کا ہوں۔ میرا مکتبِ فکر صرف قرآن اور حدیث ہے۔ الحمدللہ، آپ سب لوگوں کی توجہ سے، دعاؤں سے، آپ سب میری اولاد ہیں — میں آپ کو غیر نہیں سمجھتا۔ ایک اولاد ماں باپ پیدا کرتے ہیں، دوسرا باپ شیخ ہوتا ہے۔

میرے مرشد کریم حضور قلندر باباؒ نے فرمایا تھا کہ پہاڑوں میں رنگ ہوتے ہیں۔ کالے بھی ہوتے ہیں، سرخ بھی ہوتے ہیں یعنی مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ ایک پتھر کا رنگ اتنا سیاہ ہوتا ہے کہ اس کے بعد پھر کوئی سیاہ رنگ ہوتا ہی نہیں۔ تارکول سے بھی زیادہ سیاہ ہوتا ہے۔

قدرت کا نظام ہے۔ اس کی بھی نسلیں ہوتی ہیں۔ پتھروں کی بھی ذاتیں برادریاں ہوتی ہیں۔ اگر پتھروں کی ذات برادریاں نہ ہوں تو سنگِ مرمر کی کوئی قیمت نہیں ہوگی۔ اگر مضبوطی میں پتھر کی کوئی نسل نہیں ہوگی، کوئی دیوار نہیں بن سکتی، سیمنٹ نہیں ٹک سکتا۔ پتھر لال بھی ہوتا ہے، سفید بھی ہوتا ہے، بھورا بھی ہوتا ہے، کالا بھی ہوتا ہے۔ کیا آدمی لال، کالے، پیلے نہیں ہوتے —؟ حبشی ہمارے بھائی، وہ کالے نہیں ہوتے؟ دوسرے لوگ جو ٹھنڈے علاقوں میں رہتے ہیں، وہ گورے نہیں ہوتے؟ پتھر میں رنگ، آدمی میں رنگ، پھلوں میں رنگ، آپ کے جسم میں رنگ۔ سر کے بال کیسے ہوتے ہیں؟

(حاضرین: مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں۔ سیاہ بھی ہوتے ہیں، سفید بھی ہوتے ہیں۔)

ایک رنگ بولو، ایک رنگ۔ (ایک صاحب: سیاہ)

پیشانی کا رنگ کیسا ہوتا ہے؟ (حاضرین: سفید، گندمی)

ناک کے اندر کا رنگ کیسا ہوتا ہے؟ زبان کا رنگ کیسا ہوتا ہے؟ ہونٹوں کا رنگ کیسا ہوتا ہے؟ (حاضرین: سرخ۔) دانت؟ (حاضرین: سفید۔) ناک؟ (گلے پر انگلی پھیرتے ہوئے) یہ سب، نرخرا؟ سرخ۔ دل، وہ عجیب ہی رنگ ہوتا ہے، اس میں ساتوں ہی رنگ ہوتے ہیں۔ کلیجی، گردے، گردے کو کاٹیے۔ دیکھئے، کیسے خوب صورت گول دائرے اس کے اندر بنے ہوتے ہیں۔ نقش و نگاری ہوتی ہے نا گردے میں؟ مثانہ، پتّہ، اوجھڑی، تلّی، کلیجے کا میں ذکر کر چکا ہوں۔ خون؟ آنکھ کے اندر کتنے رنگ ہیں، آپ گن نہیں سکتے۔ کبھی لال ہو جاتی ہے، کبھی کندی (چمک ماند پڑنا) ہو جاتی ہے، کبھی سفید ہو جاتی ہے۔ اس قدر خوب صورت! جس ملک میں جاؤ، آنکھ الگ ہوگی، اس کا رنگ الگ ہوگا۔ یہ ہاتھ کی ریکھا، 100 ہاتھ سامنے رکھو، ایک سی نہیں ہوگی۔ ہوگی؟ (حاضرین نے ایک آواز میں کہا: نہیں ہوگی۔)

خیالات — کبھی نماز کا خیال آ جائے گا، کبھی شیطان کا خیال آ جائے گا، کبھی کسی کی دشمنی کا خیال آ جائے گا، کبھی اولاد کا خیال آ جائے گا، کبھی میاں جی بیوی پہ عاشق ہو جائیں گے پھر وہ بیوی صاحبہ شک میں پڑ جائیں گی، ہمارا میاں کسی اور پہ عاشق ہو گیا۔ اولاد سعید بھی ہو جائے

گی۔ یہ سب کھیل کیا ہے؟ اچھا! اب یہاں سے بات میں پلٹتا ہوں۔

قرآن پاک، (اللہ) حضرت جبریلؑ کے ذریعے خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پڑھاتے ہیں۔ اقرا — پڑھ۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ پھر کہا، اقرا — پڑھیے۔ انہوں نے کہا، میں تو نہیں پڑھا۔ حضرت جبریلؑ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو سینے سے لگایا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اقرا باسم ربک الذی خلق — پڑھ، تیرے رب نے یہ ساری تخلیق بنائی۔

خلق الانسان من علق — ایک نقطہ سے۔ اس کو قطرہ بھی کہہ لیجئے۔ ادب میں ایک نقطہ سے۔ ایک ٹکڑے سے، ایک لعاب سے، ایک غدود سے۔ ٹھیک ہے۔

اقراو ربک الاکرم○ الذی علم بالقلم — یعنی لکھنا پڑھنا سکھا دیا۔

علم الانسان مالم یعلم — وہ علم سکھا دیا تیرے رب نے اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا اور اب بھی کوئی نہیں جانتا۔

آگے پھر اس کے آداب، صفات بیان ہوئی ہیں۔

ایک سوال ہے میرا تمام بہن، بیٹیوں، بھائیوں، بزرگوں سے اور پوری دنیا میں جو کچھ سنا جا رہا ہے اِس وقت اُن سے۔ حضور پاک خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو، اللہ کے اس علم کو، کس نے سکھایا؟ حضورؐ کا جو علم ہے، حضورؐ کی جو تعلیم ہے، اس کو آپ کس طرح بیان کریں گے —؟ ڈائریکٹ اللہ نے سکھایا۔

ھوالذی خلقکم من نفس واحدۃ — نفسِ واحدہ کہتے ہیں روح کو۔ اس کو علمِ تصوف میں علمِ واجب کہتے ہیں۔ علمِ الٰہی کہتے ہیں، علمِ صفاتی کہتے ہیں اور اس کے اور نام ہیں۔ اسمِ اطلاقیہ، اسمِ عینیہ، اسمِ کونیہ۔ وقت کم ہے۔ ان شاء اللہ، کبھی پھر زندہ رہا تو اس سوال کو یاد رکھنا، اس کی میں تشریح کروں گا۔ یہ اطلاقیہ، عینیہ، کونیہ ہے کیا؟ ٹھیک ہے؟

تدلّٰی — قرآن۔ تجلّی — قرآن۔ نور — قرآن۔ روشنی — قرآن۔ رنگ — قرآن۔ حواس — قرآن۔ اور بارہ کھرب سیلز دماغ کے اندر، قرآن میں موجود ہیں۔ 12 کھرب سیلز اس تشتری میں بند ہیں (سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے۔) دو کھرب سیل کا ہم مجموعہ ہیں۔

یہ بہت بڑی مشین ہے یہاں سے وہاں تک۔ اس میں کیا ہوگا؟ پہلے اس کا ایک نقشہ بنے گا، پھر اس کی ایک پلیٹ بنے گی، پھر اس میں کَل پرزے بنیں گے۔ چھوٹے بھی ہوں گے، بڑے بھی ہوں گے۔ 12 کھرب سیل آپ کے دماغ میں ذخیرہ ہیں۔ 12 کھرب سیل آدمی کے دماغ میں ذخیرہ ہیں۔ دیکھیں، یہ باتیں بتانے کی نہیں ہیں لیکن میں اپنی طرف سے اب جانے کا اُدھر ایک پروگرام ہے۔ 12 کھرب سیل آدمی کے اندر ہیں؟ سیل سے کیا مراد ہے؟ ایک مشین ہے یہاں سے وہاں تک۔ اس میں کَل پرزے ہیں۔ اس میں نٹ ہیں، اس میں کیلیں ہیں، اس میں لوہے کی پٹیاں ہیں، پلیٹیں ہیں، ٹھیک ہے؟ ان سب کو ملائیں گے تو 12 کھرب بنتے ہیں۔ مجھے نہیں پتہ سائنس کیا کہہ رہی ہے، میں پڑھا ہوا تو ہوں نہیں۔ دو کھرب سیل نکال لیں اس میں سے۔ 12 کھرب سیل میں سے دو کھرب سیل الگ کر لیں۔ 12 کھرب سیل میں سے 10 کھرب سے آدمی کی فزیکل یعنی لوہے کی فزیکل، درخت کی فزیکل باڈی بنتی ہے۔ اب کتنے بچے؟ (حاضرین نے بلند آواز سے عرض کیا، دو کھرب۔)

دو کھرب سیل لائف ہے۔ آپ نے ایک مشین بنائی یہاں سے وہاں تک۔ اس کو جوڑا۔ اس میں 10 کھرب سیلز سے مشین کمرا بنا۔ اب یہ مل میں جا کے کسی بڑی مشین میں دیکھنا، اس کے جوڑ کتنے ہیں، پرزے کتنے ہیں، کیلیں کتنی ہیں، پلیٹوں کے جوڑ کتنے ہیں، کتنے ہیں؟ تو 12 کھرب سیل ہوں گے۔ 10 کھرب کی مشین بنے گی، دو کھرب اسے چلائے گا۔ مشین خراب نہیں ہوتی، دو کھرب سیل ڈیڈ ہو جاتے ہیں — آدمی مر جاتا ہے۔

بہت بڑا سوال ہے۔ جب تک دو کھرب سیل active رہتے ہیں، آدمی کو بھوک بھی لگتی ہے، پیاس بھی لگتی ہے، سوتا بھی ہے، جاگتا بھی ہے۔ بچے بھی ہوتے ہیں، کاروبار بھی ہوتے ہیں۔ درخت بھی لہراتے ہیں۔ دو کھرب سیل کی 12 کھرب سیل میں سے نشوونما ہوتی ہے۔

12 کھرب سیلز زمین ہیں۔ دو کھرب سیل اس زمین پر تخلیقات ہیں۔ وہ تخلیق ایک اسپرم کی شکل میں پیدا ہوتی ہے۔ پھر وہ تخلیق نطفہ بنتی ہے، وہ بنتی ہے مضغہ اور یہ وہ۔ اور مکمل ہو کے وہ ایک بچے کی شکل بنتا ہے۔ اب یہ بتائیں، وہ بچہ کتنے کھرب سیل کا بنا ہوا ہے؟

(حاضرین: 12 کھرب سیلز کا۔)

اور اس کا مظاہرہ؟ (حاضرین: دو کھرب۔)

دو کھرب سیل جب خاموش ہو جائیں گے تو وہ پورا جو جسم کا اسٹرکچر ہے، وہ کیا ہوگا؟ مٹی بن جائے گا تو اصل ہماری پیدائش کیا ہوئی؟ کیا ہوئی؟ (حاضرین: مٹی ہوئی۔)

طین ــ طین کہتے ہیں مٹی کو۔ مٹی پھر کیا ہوئی؟ اس مٹی سے پھر سیل بن گیا۔ آم سے آم نکل آیا۔ لیموں سے لیموں نکل آیا۔ اب یہ کیا مطلب ہوا؟ ھوالذی خلقکم من نفس واحدۃ۔ قانون ایک ہے۔ کوئی مخلوق انڈے کے بغیر پیدا نہیں ہوتی۔ اس انڈے میں آدمی نہیں ہوتا، آدمی کا فارمولا ہوتا ہے، ایکویشن ہوتی ہے۔ اس کو متحرک کرنے کے لیے heat ہوتی ہے۔ دھوپ میں آپ انڈا رکھ دیں، اتنی دیر میں بچہ نکلے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ایک ہی نظام ہے۔ آپ 12 کھرب اللہ کی صفات کی مخلوق ہیں۔ جو آپ کا اسٹرکچر ہے، اس اسٹرکچر کو دو کھرب سیل کے مطابق چلائیں گے، جنت میں جائیں گے۔ اگر وہ دو کھرب سیل کا اسٹرکچر شراب، غصہ، جھوٹ، غیبت، قتل، منافقت، نماز میں دھوکا، اللہ اکبر، ذہن چل رہا ہے وہاں سنیما میں۔ یہ دو رخ متعین ہو گئے۔ اب دو کھرب سیل میں جتنا جس کو بڑھا لو گے، وہی دوزخ بن جائے گی، وہی جنت بن جائے گی۔ دوزخ جنت کو میں واضح کر دوں دو منٹ میں۔ دو کھرب سیل میں، ایک کھرب سیل میں اگر کھوٹ نہیں ہوگا، اس میں اضافہ ہوگا۔ دو کھرب سیل میں، کھوٹ والا حصہ اگر زیادہ بڑھ جائے گا تو جنت والے سیل ــ سوالیہ نشان، اس میں اختصار ہو گیا، کمی ہو گئی جس کے اوپر اللہ کے ناپسندیدہ (عمل) نماز نہ پڑھو، روزہ نہ رکھو، یہ نہ کرو۔ کیا ہوگا؟ جنت کا پلڑا بڑا ہوگا، دوزخ کا؟ (حاضرین کا جواب تھا، دوزخ۔)

اب اس کی ایک ترکیب میں نے کل بھی بتائی تھی۔ چھوٹی چھوٹی جو سورتیں ہیں، ان کا

ترجمہ یاد کرو۔ جب آپ نے کہا، اللہ اکبر ــ اب اگر بچے کا خیال آ گیا نا آپ کو تو بڑا کون ہوگا؟ بیوی کا خیال آ گیا؟ سنیما کا خیال آ گیا؟ زنا کا خیال آ گیا؟ اب بتائیے کون سا خانہ بھرے گا، کون سا خالی ہوگا؟ جنت کا خانہ خالی ہوگا یا دوزخ کا خانہ بھرے گا ــ؟ تو بھئی، جہاں کا خانہ بھرے گا، وہاں کی رہائش ملے گی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

• • ——— • •

نماز کے بعد خانوادہ سلسلۂ عظیمیہ کا دوسرا اور آخری خطاب

محیط کسے کہتے ہیں ــ؟

(ایک صاحب: احاطہ کیے ہوئے۔ جس نے اپنے گھیرے میں لیا ہو۔)

یعنی محیط کا مطلب ہے، ایک دائرہ۔ وہ دائرہ کیا ہے؟ ایک دائرہ۔ ایک دائرے میں ہوگا ایک نقطہ۔ ایک دائرے میں سیدھی طرف ایک نقطہ ہے، دماغی مشقوں میں اضافہ ہوگا۔ اسی کاغذ کے اوپر یا اسی اسپیس کے اوپر پھر آپ ایک بایاں نقطہ لگاتے ہیں۔ پھر اسی اسپیس کے اوپر آپ ایک نقطہ نیچے لگاتے ہیں۔ اب اس پہ خط پھیر دیجیے۔ کیا بنا؟ کیا بنا؟

(حاضرین نے بلند آواز سے عرض کیا: دائرہ۔)

محیط کسے کہتے ہیں؟ احاطے کو۔ کیا بنا؟ (حاضرین نے ایک آواز میں بتایا: دائرہ۔)

احاطہ بن گیا۔ اس وقت اگر آپ کے پاس بورڈ ہوتا، آنکھیں کھل جاتیں۔ دائرہ بنا، ٹھیک ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الا انہٗ اس دنیا میں جو کچھ ہے، بکل شیءٍ۔ مچھر، کھٹمل، ہاتھی، پانی، بارش، دریا، سمندر، زمینیں، آسمان (سماوات)، عرش، کرسی، بتائیے، اللہ محیط ہے؟ اب یہ سب کیا ہے؟ یہ چار نقطوں کو ہم کس طرح بیان کریں گے؟ ایک دائرہ ہے۔ اس کی ابتدا ہے۔ اسی دائرے کی انتہا سامنے سیدھ میں۔ اسی دائرے کی ابتدا سیدھی طرف۔ اسی دائرے کی ابتدا الٹی طرف۔ یہ چار نقطے ہو گئے۔ بورڈ ہوتا تو زیادہ سمجھ میں آتا۔ یہ ایک دائرہ ہے۔ اللہ کیا کہتے ہیں؟ قرآن کیا فرماتا ہے؟ حدیث شریف کیا بیان کرتی ہے؟

دائرے کو کیا کہتے ہیں؟ انگریزی میں اس کو کیا کہتے ہیں؟ اردو میں دائرے کو کیا کہتے ہیں؟

ایک — چار نقطے ہیں: اول، آخر، ظاہر، باطن۔ چار نقطے ہیں۔ یہ ایک زمین ہے۔ اس کے اندر زمین بنی ہوئی ہے ناں؟ یہ کیا چیز ہے؟ جب دائرہ بن گیا نا تو دائرے کے اندر جو شے ہے، وہ کیا ہے؟ ذہن کھولو، تم سو جاتے ہو میری بات سن کر۔ یہ دیکھیں ابا کے جملوں کو، وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ لفظ کیا بول رہے ہیں؟ دیکھیں، میں بات کرتا ہوں راز کی۔ یہ ایک — دو — تین — چار لکھو۔ جو تم لکھ رہے ہو، یہ پتہ ہے کیا ہے؟

اب اللہ کیا فرماتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، الا انہٗ — تم سمجھو یہ کیا ہے؟ بکل شیءٍ — مچھر، کھٹمل، چیونٹی، ہاتھی، پہاڑ، زمین، آسمان، بارش، عرش، کرسی، وہ کہاں ہے؟

(حاضرین: دائرے کے اندر، احاطے میں، سرکل کے اندر۔)

کیا ساری کائنات، 30 کروڑ لوحِ محفوظ ہیں آسمان میں، 30 کروڑ۔ ہر لوحِ محفوظ پر 80 ہزار حضیرے ہیں۔ ہر حضیرے میں برزخ ہے، اعراف ہے، ستاروں کی کُل تعداد آج تک کوئی جان ہی نہیں سکا۔ اندازہ لگایا ہے کہ 11 کروڑ ہیں۔ 11 کروڑ ستارے کیا ہیں؟

(حاضرین: زون ہیں۔)

آپ کی زمین کیا ہے؟ نام کیا ہے؟ سیارہ ہے؟ دو کروڑ سیارے۔

اور کتنے کروڑ زمین؟ (حاضرین: دو کروڑ۔)

اور اوپر کتنے تھے؟ (حاضرین: بارہ کھرب۔)

بارہ کھرب — یہ دنیا ایک بہت بڑی مشین ہے۔ مشین کیا ہے؟ آدمی، دماغ، آنکھ، ناک، کان، دل، پھیپھڑے، گردے، آنکھیں، مثانہ، پتّہ، اس کے علاوہ جوڑ۔ ایک ہاتھ 10 جوڑ، 11 جوڑ، 12 جوڑ، 13 جوڑ۔ کتنے ہوئے؟ (حاضرین: 13 جوڑ) اور 13؟ (حاضرین: 26)

اور دماغ کے اندر جو سیل 12 کھرب۔ آنکھ کے اندر کتنے پردے ہیں؟ تو یہ 12 کھرب سیل جو دماغ میں رکھتے ہو، یہ نظر آتے ہیں بھائی! بھیجہ کھاتے ہو تم۔ پاکٹ بنے ہوئے ہیں

اس میں۔ ایک، دو، تین۔ ایک، دو، تین۔ ایک، دو، تین۔ یہ بھیجہ بن گیا۔ بھیجہ بن گیا نا؟ اب اسی طرح کے خانے خانے خانے خانے کھولو تم۔ بیچ میں ایک لکیر۔

کاش! اس وقت تمہارے پاس تختہ ہوتا۔

بھیجے کتنے ہوئے؟ (حاضرین: دو) ہاتھ کتنے ہوئے؟ (حاضرین: دو) آنکھیں کتنی ہوئیں؟ (حاضرین: دو) ناک کتنی ہوئیں؟ (حاضرین: دو) دل؟ (حاضرین: دو حصوں میں۔)

کوئی ایک جسم میں سے جوڑ میں مجھے یہ بتاؤ کہ کیا انسانی باڈی میں جس کو علم الابدان کہا جاتا ہے، انگریزی میں کیا کہا جاتا ہے؟ (حاضرین: Anatomy)

اور جسم کو کیا کہتے ہیں؟ باڈی۔ ہڈی، انگلی کی ہڈی، اسے کھولو، اس میں کتنے خانے ہوں گے؟ ڈاکٹر کو پتہ ہوگا۔ جو سیلز ہیں، وہ چارج ہوتے ہیں۔ ہڈی کو آپ توڑیں، اس کے اندر جو سیل بنیں گے، سب چکنے ہوں گے۔ انہیں چکنا کون کر رہا ہے؟ اگر چکنے نہیں ہوں گے تو لوہے کو۔۔۔ دونوں گھِس جائیں۔ اس میں آئلنگ کریں گے تو نہیں گھِسیں گے۔ ساری باڈی اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کی بنی ہوئی ایک مشین ہے۔ اس مشین کو سنبھالنے کے لیے تیل بھی چاہیے، چربی بھی چاہیے، کھانا بھی چاہیے۔ یہ مشین کا کھانا کہہ لو۔ ٹھیک ہے؟

کوئی شے دنیا میں ایسی ہے جس میں چکنائی نہ ہو یا کم سے کم چکنائی نہ ہو؟ کیوں؟ زنگ نہ لگے۔ ہڈیاں گھِس نہ جائیں، آدمی لنگڑا نہ ہو جائے۔ سر کے بالوں کے جالوں میں اگر چکنائی نہ ہو تو آدمی گنجا نہ ہو جائے۔ یا ریڑھ کی ہڈی۔۔۔ لیٹ بھی جاتے ہیں، قلابازی بھی کھا لیتے ہیں، کیوں؟ کیا اندر میکانزم ہے؟ مہرے۔ ہر مہرے کے اندر سوراخ۔ پوری یہاں سے چکنائی کی لہر نکلتی ہے۔ جب چکنائی جاتی ہے تو ان مہروں کے اندر جو ملاپ ہے، اس سے تیل گزر کے جاتا ہے۔ جب تیل خشک ہو جائے گا۔ دیکھیں، اب میری یہ انگلی ہے۔ یہ خشک ہوگئی ہے، میں اس کو یوں کرتا رہتا ہوں کہ کھل جائے، یہ نہیں کھلتی۔ یہ یہاں سے یہاں نہیں جاتی۔ آدمی کا ہاتھ سُن ہو جائے نا، ہاتھ نہیں کھل رہے۔ کیوں؟ کیا یہ مشین کا آئلنگ سسٹم نہیں ہے۔ کسی

پرزے میں تیل کی ترائی نہ جائے تو ایک ہزار کل پرزوں کی مشین بند ہوجائے گی۔ ہوجائے گی یا نہیں؟ یہ جسم، یہ اللہ کی بنائی ہوئی مشین ہے۔ یہ مشین کیا ہے؟ اور مشین میں آئلنگ سسٹم کیا ہے؟ ہاتھوں کے بیس پور ہوتے ہیں۔ یہ مشین ٹوٹ رہی ہے۔ اور مرنے کے بعد کیوں نہیں چلتی؟ (حاضرین: چکنائی ختم ہوجاتی ہے۔)

کیوں؟ آئلنگ سسٹم۔ جس جگہ پٹرول یا گیس یا کوئی چکنی چیز ذخیرہ نہیں رہی، آپ بتائیں، مشین چلے گی؟ چیونٹی چلے گی؟ وائرس چلے گا؟ بیکٹیریا چلے گا؟ خمیر بنے گا؟ اب بتاؤ، وہ چیز کیا ہے جو اس مشین کو جمی ہوئی کردیتی ہے اور چلاتی بھی ہے؟ (حاضرین: روح۔)

دیکھو، تیل کی بات ہورہی ہے۔ ابھی مرے نہیں ہیں۔ ڈاکٹر صاحب، مرے نہیں ہیں، دنیا میں ہیں ابھی۔ وہاں سے (جنت سے) نکل گئے۔ نکل جاؤ، یہاں سے جنت سے۔ جنت میں ہمیں نہیں پتہ یا جن کو پتہ ہے، وہ بتاتے نہیں۔۔۔ جنت میں بولتے بھی ہیں، چلتے بھی ہیں، پھرتے بھی ہیں اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو جنت کو پہچانو گے کیسے؟ آپ کا اصل وطن کیا ہے؟

(حاضرین: جنت۔)

دیکھی ہے۔۔؟ (اس سوال پر عظیمیہ جامع مسجد میں گہری خاموشی تھی۔)

سات آسمان کیا ہیں؟ ہم تو بھائی، ایک آسمان سے بھی واقف نہیں ہیں۔ ایک آسمان میں کیا ہمیں چمکتے ستارے نظر آتے ہیں، وہ کیا ہیں؟

(حاضرین: نقطے نقطے نظر آتے ہیں، روشن نقطے۔)

ستاروں میں چمک کہاں سے آگئی؟ ستارے چلتے پھرتے کیوں ہیں؟ چاند ایک جگہ قائم کیوں نہیں رہتا؟ سورج صبح کو، اتنی سی ایک کرن نظر آتی ہے۔ لال رنگ۔ لال رنگ اتنا تیز ہوجاتا ہے کہ ساری دنیا کے مناظر کیسے نظر آتے ہیں؟ کس رنگ میں نظر آتے ہیں؟ زور سے بولو۔

(حاضرین نے ایک آواز میں عرض کیا: پیلے رنگ میں۔)

میں بول کر اگلوانا چاہتا ہوں آپ کو۔ اندر سے اگلوانا چاہتا ہوں۔ تم بے ہوش بن کے بیٹھے ہو،

مجھے جواب دو۔ سنو، جو پہلی کرن کس رنگ کی ہوتی ہے؟ (حاضرین: اورنج، نارنجی۔)

اورنج نہیں، سرخ ہوتی ہے۔ سرخی کے اوپر رنگ آتا ہے تو نارنجی ہوتی ہے۔ اب کیا ہوتا ہے، آہستہ آہستہ آہستہ آہستہ آسمان میں ڈھکا ہوا سورج۔۔۔ اتنا سا، اتنا سا ہوتا ہے پھر اتنا، آدھا ہوگیا۔ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں، اس کو یاد بھی کرلیجئے۔ اب آگے بھی رنگ تبدیل ہوجائے گا۔ جب سورج آدھے میں آئے گا تو اس میں ایک سفید چمک کا پہاڑ بن جائے گا۔ سرخی زردی کا ملاپ ہر طرف سے۔ بالآخر سورج پورا آجائے گا۔ پہلے ہلکی دھوپ ہوگی، پھر اور تیز دھوپ ہوگی، پھر اور تیز دھوپ، پھر اور تیز دھوپ، پھر اور تیز دھوپ اور پھر اتنی تیز ہوسکتی ہے کہ پوری دنیا کو جلا کر خاکستر کردے۔ پورے پورے درخت جل جاتے ہیں اور پوری پوری بستیاں ڈھیر بن جاتی ہیں۔ زمین کے اندر سے لاوے ابلتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبح اسم ربك الاعلى

میں خلق میں اظہار کرتا ہوں، میں نے ایک نماز فجر کی اپنے آقا، اپنے مولا، اللہ کے دوست حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں ادا کی۔

سبح اسم ربك الاعلى — پاک ذات اللہ کی۔ الذی — وہ ایسی ذات ہے، خلق فسوٰی — اپنی شناخت کے لیے مخلوق کو توازن کے ساتھ پیدا کرتی ہے۔ الذی خلق فسوٰی○ والذی قدر فھدٰی○ ہر مخلوق، معین مقداروں سے پیدا ہوئی ہے۔ ناک — معین مقدار، آنکھ — معین مقدار، پیٹ — معین مقدار، قد — معین مقدار۔ بتادیں آپ، کون سی چیز مقداروں کے علاوہ بنی ہے۔ کوئی ہے تو بتائیں؟ (حاضرین: کوئی بھی نہیں۔)

آنکھ کو لیں۔ آنکھ میں گنجائش زیادہ ہوجاتی ہے۔ کہیں سفید ہوگی، کہیں زرد ہوگی، کہیں اتنے اچھے خوب صورت نقش و نگار بنے ہوں گے کہ آدمی آنکھ کو دیکھ کر کہے کہ سبحان اللہ! سب نے دیکھی ہیں۔ کوئی انکار نہیں کرسکتا، اور کوئی خالی آنکھ بھی ہوگی۔ اس کو لوگ دیکھیں گے۔

میرے پاس ابھی پرسوں خاتون آئیں۔ پرنسپل ہیں۔ میں نے کہا، آنکھیں دکھاؤ تو میں نے کہہ دیا، تمہاری آنکھ بیمار ہے، اس کا علاج بھی ہو رہا ہے لیکن چھ مہینے بعد اندھی ہو جائے گی۔ علاج کرایا؟ وہ کہنے لگیں، ڈاکٹر بھی یہی کہتا ہے۔ میں نے کہا، ڈاکٹری علاج کے ساتھ روحانی علاج بھی کرو۔ اب اللہ پہ جتنے یقین سے علاج کریں گے، اللہ تعالیٰ شفا دیں گے۔

واذا مرضت فھو یشفین

جب تم بیمار ہوتے ہو تو ہم (اللہ) ہی تو شفا دیتے ہیں۔

آپ کیا سمجھتے ہیں؟ ہم کیا سمجھتے ہیں؟ میرے بزرگ بھی بیٹھے ہیں یہاں۔ آنکھ یا آنکھ کی پُتلی۔ یہ میں سائنس سے بھی سوال کرتا ہوں۔ میں نے خط بھی لکھا، جواب نہیں دیا کسی نے۔ آنکھ میں تل۔ ایک آئینہ ہے، آئینہ یعنی شیشہ۔ اس میں کوئی مسالا نہیں لگا ہوا۔ جب آپ آئینے کو دیکھیں گے، آرپار نظر آئے گا یا اپنی صورت نظر آئے گی؟

(کسی نے کہا عکس، کسی نے کہا، اپنی صورت۔ ایک صاحب نے کہا، آرپار نظر آئے گا۔)

آپ صحیح کہہ رہے ہیں، بڑے اسٹوروں پر آئینے لگے ہوتے ہیں۔ اگر اس میں لال نشان نہ لگا ہو تو— ایک دفعہ میں اتنی زور سے ٹکرایا تھا، اور بھی ٹکراتے ہوں گے۔ اب اس میں لال نشان لگا دیں، جو بھی لگا دیں۔ اب آپ آئینے سے ٹکرائیں گے؟ (حاضرین نے کہا: نہیں۔)

کیوں بھئی؟ (حاضرین: نظر آ گیا۔) کیا نظر آیا؟ (حاضرین: لال نشان نظر آ گیا۔)

بیچ میں لال نشان لگا دیا۔ نہیں ٹکرائیں گے۔ نشان نہیں لگا ہو؟

(حاضرین: ٹکرا جائیں گے۔)

آپ سے ایک سوال ہے، کروں؟ (حاضرین: جی۔)

سوال کروں؟ ناراض تو نہیں ہوں گے؟ (حاضرین: جی نہیں۔)

ہاتھوں کو ایسے کریں، دونوں ہاتھوں کو آپس میں (رگڑیں)۔

(مسجد میں موجود خواتین و حضرات اور بچوں نے دونوں ہاتھ آپس میں رگڑے۔)

یہ جو پوریں ہیں ناپوریں (ہاتھ کی انگلیوں کی) اس سے یہ ملا دو لیکن اس میں زور نہ پڑے۔ آنکھیں بند کر لیں۔ اب یہ سوچیں، یہ لہر آپ کو کیا کہہ رہی ہے اور یہ لہر آپ کو کیا کہہ رہی ہے؟ یہ لاسلکی نظام ہے، نظر نہیں آئے گا، دماغ میں محسوس ہوگا۔ آپ اس میں کہنا، میری بیگم اس وقت کیا کر رہی ہے؟ اس سے سوال کریں اور آنکھیں بند کر کے یکسوئی کے ساتھ اس کو سنیں، یہ کیا کہتی ہے۔ (چند لمحوں کے بعد محترم عظیمی صاحبؒ نے فرمایا،) آپ کو یہ کہنا ہے کہ دماغ سے آپ کی لہریں ان دو میں جمع ہو رہی ہیں۔ یہ آپ کا سوال ہے۔ اور یہاں سے دماغ میں تصویر بن کر آپ کے دماغ کی اسکرین پر تصویر بن رہی ہے۔

(کچھ دیر خاموشی رہی۔ سب کی آنکھیں بند تھیں۔ محترم عظیمی صاحبؒ گویا ہوئے۔)

اس وقت آپ اپنے گھر میں ہیں— کچن میں دودھ کی ہانڈی رکھی ہے— آنچ تیز ہونے کی وجہ سے دودھ میں ابال آ گیا— ابلا ہوا دودھ نیچے گرا— چولہا بجھ گیا۔ یہ کیا ہے—؟ دودھ ابل رہا ہے— ابال آیا— دودھ برتن میں سے نکل کے چولہے پہ گرا— چولہا بجھ گیا۔

(کوئی 35 سیکنڈ کے بعد محترم عظیمی صاحبؒ نے فرمایا:)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ اکبر۔ جن کو کچھ بھی ہوا ہو، کھڑے ہو کر بیان کریں، دماغ میں کیا ہوا۔

(ایک صاحب نے بتایا، دماغ میں پوری فلم بنی، دودھ ابلا، چولہا بجھا اور نیچے گر گیا۔)

اور کوئی صاحب؟ شرم کی بات نہیں ہے۔ ہم سب آپس میں بہن بھائی دوست ہیں۔

(دوسرے صاحب: جس وقت ہاتھ پکڑ کے انگلیاں جوڑیں باباجان تو ایسا محسوس ہوا کہ سارے جو سیلز ہیں، وہ یہاں پہ اکٹھے ہو رہے تھے لیکن جب دھیان لگایا دودھ کی طرف اور دودھ کے ابال کی طرف تو وہ ہاتھ سے سارے سیلز دماغ کی طرف گئے اور تصویر بھی بنی لیکن ہاتھ پہ کچھ محسوس نہیں ہوا۔ پہلے محسوس ہوا کہ سب سیلز جو پوائنٹ ہم نے جوڑا تھا، اس پوائنٹ کی طرف اکٹھے ہو رہے ہیں لیکن جس وقت اسکرین بنی تو وہ سارے سیلز یہاں سے خاموش ہو گئے۔)

دودھ ابلا یا نہیں؟ (حاضرین: ابلا) زمین پہ گرایا نہیں؟ (حاضرین: گرا۔)

اب یہ بتادیں، آپ کیا سمجھے؟ اس کیفیت سے آپ کیا سمجھے کہ ہم دیکھتے کہاں ہیں؟ آنکھیں تو بند ہیں۔ آنکھ تو نہیں دیکھ رہی۔ اپنا تجزیہ بیان کریں۔ آپ نے دیکھا، دودھ ابلا، دودھ گرا، آگ بجھی، آنکھیں بند، چولہا آپ کے پاس نہیں، دودھ آپ کے پاس نہیں۔ ماچس آپ کے پاس نہیں۔ دودھ ابلا کیوں؟

(ایک صاحب: ذہن میں اطلاع آئی کہ ایسا ہورہا ہے۔)

یعنی خیال سے یہ ہوا یعنی آپ نے خیال سے یہ ساری چیزیں دیکھیں۔ اس خیال کو اگر آپ تیز کرلیں تو لوگوں کو نہیں دکھا سکتے؟ مشق پوری کرلیں، لوگوں کو نہیں دکھا سکتے؟

آپ اپنے گھر پہنچے۔ دماغ میں ہے کہ بیوی گھر پہ ہوگی پھر خیال آیا نہیں، گھر پہ نہیں ہے، پڑوس میں ہوگی۔ آپ گھر میں آئے تو بیوی نہ پڑوس میں ہے نہ گھر پر (بیدار)، وہ تو کمرے میں پڑی سو رہی ہے۔ یہ کیا ہے؟ یہ غیب نہیں ہے؟ عٰلم الغیب والشھادۃ۔ ہر بندے کے اندر اللہ تعالیٰ نے غیب بینی کی یعنی غیب کو دیکھنے کی، سمجھنے کی، شہادت فراہم کرنے کی صلاحیت مخفی کرکے رکھ دی ہے اور وہ صلاحیت ایک علم ہے۔ کتاب المرقوم۔ وما ادرٰلک ما علیون — آپ کیا سمجھے، اعلیٰ ارفع زندگی کیا ہے؟ لکھی ہوئی کتاب ہے یعنی اس کتاب کو فلم بنادی۔ فلم بھی تو کتاب ہے۔ فلم کتاب نہیں ہے؟ وما ادرٰلک ما سجین — آپ کیا سمجھے؟ آپ کیا سمجھے؟ نافرمانی کیا ہے؟ چوری کیا ہے؟ اور دنیا کے دوسرے تمام گناہ کیا ہیں؟ سجین —— دوزخ۔

اللہ نے دو چیزیں بنائیں۔ قرآن کریم میں سورۃ المطففین ہے، اس کو جاکے گھر میں پڑھیں۔ 11 دفعہ پڑھیں۔ پتہ چل جائے گا کہ اللہ تعالیٰ زمین کو، آسمان کو، دنیا کو، ہوا کو اس طرح بیان کررہے ہیں کہ آپ کے لیے کس طرح مفید ہے۔ اب ایسے حالات پیدا کردیں کہ طوفان آجائے۔ شہر، کھلی زمین ۔۔۔ اندر تپش ہے، آگ ہے، بہت قسم کی گیسز ہیں، اس میں اضافہ ہوجاتا ہے ہیٹ انرجی کا۔ اب دیکھیں کیا ہوگا؟ زمین پھٹ جائے گی، ابل پڑے گی۔

جو لوگ حج کو گئے ہیں، وہ مدینہ جاتے ہوئے وہاں ایک آتش فشاں آتا ہے۔ وہاں دھواں ہی دھواں ہے، دھواں ہی دھواں۔ صدیاں گزر گئیں، وہ دھواں ختم نہیں ہوا۔ Heat کیا ہے؟ آپ کیا سمجھتے ہیں، ہیٹ کیا سورج کی گرمی ہے؟ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ چاند ہے کیا؟ چاند سورج کی مانگی ہوئی کرنوں کو چاندنی میں تبدیل کرتے ہوں گے؟ یہ جو آتش فشاں پھٹتے ہیں، زمین کے اوپر پھیلتے ہیں، زمین کے اوپر شہر آباد ہوتے ہیں۔ مخلوقات کا ایک ہجوم ہوتا ہے۔ میں گیا ہوں مکہ سے مدینہ جاتے ہوئے، کالا کالا ماحول، پہاڑ بھی کالے۔ یہ کیا ہے؟ اور وہی آگ ہے، اس سے ہم بہترین مرغن، تنجن، پتہ نہیں کیا کیا کھانے پکاکر کھاتے ہیں۔ اگر وہی گرمی بکھر جائے، بکھر جائے، ہمارے کسی کا وجود ہوگا؟ کیوں؟ یہ کیا ہے؟

چاند—جب اس کی کرنیں اترتی ہیں، روشنی ٹھنڈی ہوتی ہے۔ اس ٹھنڈی روشنی سے لوگ انجوائے کرتے ہیں، گانے گاتے ہیں، خوش رہتے ہیں۔ چاندنی میں بیٹھ کر۔ ایسا ہوتا ہے کہ نہیں؟ وہ کہاں سے آئیں؟ وہ لہریں کہاں سے آئیں ٹھنڈی؟ اس کے اندر ایسا مسالا اللہ نے ڈال دیا ہے جب سورج کی شعاعیں چاند سے ٹکراتی ہیں تو پارے کا اس (چاند) میں تناسب ہے، پارا ٹھنڈا ہوتا ہے، لہریں بہار بن جاتی ہیں۔ سورج جب نکلتا ہے، رنگ تبدیل ہوجاتا ہے۔ سورج کے سات رنگ ہیں۔ پھر دوپہر آتی ہے۔ جب سورج نصف النہار پر ہوتا ہے، بارہ بجے، ایک بجے، کیا ہوتا ہے؟ آگ لگ جاتی ہے، جنگل جل جاتے ہیں، شہر برباد ہوجاتے ہیں۔ وہاں دھوپ کے علاوہ کچھ نہیں رہتا۔ کیوں—؟ یہ کون سا قانون ہے—؟

سردی میں سورج ہماری جان بن جاتا ہے، ڈھال بن جاتا ہے اور زیادہ گرمی میں سورج ہماری موت بن جاتا ہے۔ یہ فائدہ بھی دیتا ہے، آپ کی کھیتی باڑی کو پکاتا ہے، روشنی دیتا ہے، آپ کی کھیتی باڑیوں میں مٹھاس لاتا ہے۔ یہ سب کیا ہے؟ یہ کس لیے ہورہا ہے؟ یہ کون لوگ کررہے ہیں—؟ اس میں کتنے فرشتے کام کرتے ہیں—؟

قانون یہ ہے کہ ایک آدمی کے ساتھ کتنے ہزار فرشتے ہوتے ہیں؟ 20 ہزار فرشتے ہمہ وقت

آدمی کے خدمت گزار ہیں دن رات۔ آپ اس کو دنیاداری سے کیسے سمجھیں بھائی؟

یہاں سے وہاں تک ایک مشین بنادیں اور مشین میں نٹ لگاتے ہیں اور کیا لگاتے ہیں۔ 20 ہزار لگ جائیں گے؟ 20 ہزار لگ جائیں گے کم وبیش۔ اب اس کو چلانے والی کیا چیزیں تھیں۔ ایک مشین ہے، وہ ایک گولے کو گھماتی ہے اور اس گولے میں ایک سوراخ ہوتا ہے اور اس سوراخ میں جو عورتیں بالوں میں پن لگاتی ہیں، وہ لگا ہوا ہے۔ مشین چلتی رہتی ہے۔ اب یہ بتادیجئے، ساٹھ ستّر من مشین کی اہمیت ہے یا اس پن کی اہمیت ہے، کس کی اہمیت ہے؟

(حاضرین: پن کی۔)

وہ اتنی سی چیز اتنی بڑی طاقت کو کیسے کھینچ لیتی ہے، کیوں بھائی؟ اور اس پن کو نکال دیں، مشین بند ہو جائے گی، اب یہ کیا بات ہوئی؟ یہ مقداروں کا قانون ہے۔

پاک اور بلند مرتبہ ہے وہ ذات۔ ہر اعتبار سے بلند مرتبہ ہے۔ اعلیٰ۔ ہر اعتبار سے۔ اللہ نے چاہا میں پہچانا جاؤں اور پہچاننے کے لیے ضروری ہے ایک کے علاوہ دوسرا ہو۔ کیوں جی؟ اللہ ایک ہے۔ اللہ نے پروگرام بنایا۔ انمآ امرہٗ اِذآ اراد شیئًا ان یقول لہٗ کن فیکون۔ میں نے ارادہ کیا۔ ارادے میں ظہور ہوا کہ پہچاننے کے لیے کوئی ہو۔ اللہ نے ارادہ کیا، شیئًا۔ شے کا مطلب تمام مخلوق سورج، چاند، ستارے، عرش، کرسی، فرشتے، جنات، حشرات الارض، درندے، پرندے، چرند، آدمی، گائے، بھینس، بکری۔

وقت بہت ہوگیا۔ اگر آپ لوگ تھک گئے ہیں تو میں۔

(خواتین و حضرات نے پُرزور آواز میں عرض کیا — نہیں اباجی!)

اب پتہ نہیں پھر کبھی بات کرنے کا موقع ملے نہ ملے اور اگر بھوک لگ رہی ہے تو پانی پلادو سب کو، رفع ہو جائے گی۔

(حاضرین: بھوک نہیں لگ رہی۔)

روزے کی نیت ہوگئی؟ (سب نے بیک آواز کہا: جی ہوگئی اباجی!)

(ایک صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا،) آپ کے روزے کی نیت نہیں ہوئی؟

(وہ صاحب "نیت" کو "نیند" سمجھے۔ عرض کیا، روزے میں نیند؟ ساتھیوں کی جانب سے تصحیح پر ان صاحب نے عرض کیا، نیت تو کرنی لازمی ہے۔ محفل زعفران زار بن گئی۔)

آپ بتائیے، میں کیا کہہ رہا تھا؟ بات ہنسی میں اڑ گئی ناں تو اب بتائیں میں آگے کیا بولوں؟

(ایک صاحب نے عرض کیا: حضور، آپ مقداروں کے حوالے سے بتا رہے تھے۔ مشین میں ایک چھوٹا پرزہ یا پن ہے، اگر اس کو نکال دیں تو۔)

اللہ میاں نے ہمیں پیدا کیا۔ ہم ہوگئے۔ دیکھئے، ہم تو نہیں جانتے تھے کہ کس نے پیدا کیا، کون ہے جس نے ہمیں بنایا؟ کون ہے؟ بھئی، ہم تو دیکھ بھی رہے ہیں، سن بھی رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، الست بربکم، کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے سامنے، مخلوق کے سامنے، خالق نے اپنی رونمائی فرمائی، دکھادیا "میں اللہ ہوں"۔ الست بربکم — میں ہوں میں، میں زندہ کرتا ہوں۔ جو لوگ نیک تھے، سیدھے تھے، انہوں نے کہا، بے شک۔ قالوا بلیٰ۔ ہم گواہ ہیں۔ جو لوگ منافق تھے، انہوں نے منافقت کی۔ جو لوگ مانتے ہی نہیں تھے، وہ دہریے ہوگئے۔ اب تین گروہ بن گئے۔

ایک گروہ، غور سے سنیئے گا اسے، اپنے بچوں کو بھی جا کے سنائیے، اپنے دوستوں کو بھی سنائیے۔ تین گروہ ہیں — تین۔ ایک موحّد یعنی اللہ کو تسلیم کرنے والا۔ دوسرا منافق۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بت بنالیے۔ ناک منہ بھی بنائے۔ اب رہ گیا تیسرا گروہ۔ انہوں نے لاپروائی کی۔ اس گروہ کا نام ہوگیا دہریہ۔ دہریے نہیں مانتے۔

ہم آدم ڈے کرتے ہیں ناں لندن میں، بہت بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ شاہی خاندان کے لوگ بھی آتے ہیں اس میں۔ وہاں ایک صاحب میرے پاس آکر بیٹھ گئے۔ کہنے لگے، میں دہریہ ہوں۔ میں نے کہا، یہاں کیوں آئے؟ کہنے لگے، بس مجھے شوق ہے کہ یہ کہتے کیا ہیں۔ میں نے کہا، تم دہریے کیوں ہو؟ کہا، پتہ نہیں۔ میں نے کہا، پیدا کیسے ہوئے؟ کہا، مکھی مچھر بھی پیدا

ہو جاتے ہیں۔ میں نے کہا، تمہیں ڈر نہیں لگتا؟ کہنے لگے، ڈر تو جو دہریے نہیں ہوتے، انہیں لگتا ہے۔ میں نے کہا، تمہیں نیند آتی ہے، سکون نہیں ملتا؟ تم تو کہتے ہو، کتے بلّی بھی سوتے ہیں۔ اس نے مجھے اتنا زچ کیا۔ اچھا، میں نے کہا تو یہ بتا تو آیا کہاں سے؟ کہنے لگا، ادھر سے۔ میں نے کہا، تو مرے گا بھی؟ کہنے لگا میں تو روز مر رہا ہوں، میں تو ہر روز نیا پیدا ہو رہا ہوں۔ خیر یہ باتیں ہوگئیں۔ پھر اعلان ہوگیا، میں اسٹیج پر چلا گیا لیکن بھائی، میں (اس کی باتیں) سن نہیں سکتا تھا۔

اب تین گروہ ہوگئے۔ ایک، نمبر ون — موحّد۔ اللہ کو دروبست ایک ماننے والا۔ اللہ، پیدا کرنے والا، کھلانے والا، نیند دینے والا، بچوں کو دینے والا، آسمان، زمین، چاند، سورج، ستارے، جنت، دوزخ، اعراف، سب اللہ نے بنایا۔ دوسرا گروہ؟

(حاضرین: منافق۔ شرک کرنے والا۔)

اب نماز کا وقت آگیا۔ مسجد میں بھی گئے، وضو بھی کیا، ٹخنوں سے اوپر پاجامہ بھی اٹھالیا، کئی صاحب تو گھٹنوں تک اٹھاتے ہیں۔ اللہ اکبر (نماز کے لیے تکبیر۔) اس کا کیا مطلب ہے؟

(حاضرین: اللہ سب سے بڑا ہے، سرنڈر کرنا، سرنڈر۔)

لڑائی ہو رہی ہے، لڑائی (ذہن میں)۔ ایک فرد کو شکست ہوگئی، ایک فرد کو جیت ہوگئی۔ اب جو ہار گیا، آپ نے نماز پڑھتے ہوئے ہاتھ اٹھائے، کیا آپ دنیا سے ہار نہیں گئے—؟ کیا ہم نے خود کو سرنڈر نہیں کر دیا؟ دس منٹ، دس منٹ، 24 گھنٹے سرنڈر نہیں کر دیا؟

(حاضرین: کر دیا۔)

(محترم عظیمی صاحبؒ نے نماز میں اِدھر اُدھر کے خیالات کی یلغار کا ذکر اس طرح فرمایا۔)

اب آپ ایک نیا جھوٹ بولیں گے۔ اللہ اکبر۔ سرنڈر تو آپ نے نہیں کیا۔ اللہ اکبر۔ اوہو اس کی نظر تو میرے کروڑوں روپے پہ ہے کہ مجھے دیے نہیں۔ وہ تو میرا دشمن ہے، وہ تو میرا دوست ہے، بیوی نے رات کو مجھ سے یوں کہا تھا، میں تو اس سے جا کے بدلہ لوں گا، پتہ نہیں آج بچے اسکول پڑھنے گئے کہ نہیں، یہ سب ماں کا قصور ہے، بچوں کو خراب کرتی ہیں۔

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر کہہ کر اللہ کو بڑا نہیں کہا — دنیا کو کہا۔ الحمد۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ اور تعریف کس کی ہو رہی ہے؟ کسی دوست کی جس نے نوکری دلوا دی ہے۔ اوہو، بڑی اچھی نوکری دلوا دی۔ وہ کس کو رب کہہ رہا ہے بھئی؟ کس کو کہہ رہا ہے؟

(حاضرین: دوست کو، نوکری کو۔)

وہ کہتا ہے، الحمدللہ رب العٰلمین ○ الرحمٰن الرحیم۔ رحمٰن ہے، بڑا رحیم ہے۔ (لیکن دوست کے بارے میں کہتا ہے کہ) اس نے مجھے نوکری دلوا دی۔ کس نے؟ ملک یوم الدین۔ (لیکن دوست کے بارے میں کہتا ہے کہ) وہ قیامت کے دن بھی میرے کام آئے گا۔ کوئی نہیں آئے گا کام۔ باپ بیٹے کے کام نہیں آئے گا، بیٹا ماں کے کام نہیں آئے گا۔ شوہر، اس کا اپنا حصہ ہوگا، بیوی کا اپنا حصہ ہوگا۔ ایسا ہی ہے؟

(حاضرین: ایسا ہی ہے۔)

وما ادرٰىك ما علیون۔ آپ کیا سمجھے اعلیٰ، ارفع، جنت، خوشنمائی، خوشی، سکون، راحت، فرشتے، حوریں، پیغمبران کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے دربار کی زیارتیں، یہ سب کیا ہے؟

وما ادرٰىك ما علیون — اعلیٰ مقام۔

اب دوسری طرف آجایئے۔ وما ادرٰىك ما سجین۔ انتہائی گہرے گڈھے میں دوزخ۔ نماز، نماز کی کوتاہی کوئی نہیں کرسکتا۔ نماز فرض ہے۔ وضو کرو، نماز پڑھو۔ ٹانگوں میں گھٹنوں میں درد ہو جائے، بیٹھ کے نماز پڑھو۔ بیٹھ کے نماز نہ پڑھ پاؤ، کرسی پہ بیٹھ کے پڑھو۔ کرسی پہ نماز نہیں پڑھ سکتے بھائی، زمین پہ بیٹھ کے پڑھو۔ زمین پہ بھی بیٹھ کے نہیں پڑھ سکتے، لیٹ کے پڑھو۔ لیٹ کے نہیں پڑھ سکتے، ہاتھ کے اشاروں سے پڑھو۔ اللہ تعالیٰ نے رعایت دی ہے۔

ہماری حیثیت، ہماری جو تخلیق ہے، یہ بتاؤ کیا ہے؟ ہماری آنکھ کس سے بنی؟ ہمارا دماغ کا بھیجہ کس سے بنا؟ قوتِ نطق بولنے کے لیے زبان اور آپ کا تالو کس نے بنایا؟

(حاضرین: اللہ نے۔)

اللہ نے تو بنایا، دنیا میں کس نے بنایا؟ مسالا اللہ نے بنایا، مسالے سے تخلیق کس نے کی؟

(حاضرین: ماں باپ نے۔)

ماں نے۔ ذہن کے اندر، اگر ماں سے خوراک مہیا نہ ہوگی تو آپ ہینڈی کیپ ہیں۔ ماں، تمہاری ماں، جب تم بستر گیلا کر دیتے تھے تو تمہاری ماں خود گیلے میں سو کے تمہیں سوکھے میں سلاتی تھی۔ ایک بات۔ اس میں جانور بھی شریک ہیں، اس میں پرندے بھی شریک ہیں۔ کوئی ماں دور ہے، وہ کہیں گئی ہوئی ہے، دودھ کا وقت ہے، ماں کے ذہن میں بات آتی ہے، میرا بچہ بھوکا ہے۔ اب تیزی سے آئے گی۔ ماں کا، بچے کا رابطہ ہے۔ ماں کتنے بھی ضروری کام سے ہو، دوڑتی، دوڑتی، دوڑتی، دوڑتی جب گھر پہنچتی ہے ناں، پورا کُرتہ دودھ سے بھرا ہوتا ہے۔

یہ کون سی محبت ہے—؟ یہ کون سا ماں کا ایثار ہے—؟ بھاگی ہوئی آرہی ہے، بھاگی ہوئی آرہی ہے۔ اولاد کے لیے جو اس نے بچے کے لیے دسترخوان بنایا ہے، کھانا سپرد کر دیتی ہے۔ بچہ بھی سو جاتا ہے اور ماں بھی گیلے بستر پر سو جاتی ہے۔ یہ کون سا پیار ہے—؟ جب بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو۔۔۔

مجھے اپنی زندگی میں ایک دفعہ بھی یاد نہیں ہے میں نے اپنے باپ کے سامنے اونچی آواز میں بات کی ہو۔ میری ماں نے میرے کان میں کہا، ابا کچھ بھی کہیں، جواب نہیں دینا۔ ابا کچھ بھی کہیں جواب نہیں دینا۔ ڈانٹا ڈپٹا، ایک دفعہ تھپڑ بھی پڑا۔ تو بھائی، مجھے ایک بات بتا دو۔ میں، آپ، سب، کبوتر، چڑیا، چیونٹی، ہماری اصلیت، ذات، برادری، کنبہ، دوستی، سسرال، ساری مخلوق، ہماری بنیاد کیا ہے، بنیاد؟ ہماری بنیاد کیا ہے بھائی؟ بنیاد باپ ہے۔ باپ سے شروعات کرتے ہیں۔ پہلے دن سے بچہ ماں کا خون پیتا ہے۔ نہیں پیتا؟ ہماری ہڈیاں پسلیاں کاہے کی بنی ہیں؟ (حاضرین: ماں کے خون سے۔)

اب اللہ نے خوشی دکھائی، بچہ دنیا میں آ گیا۔ اب اس کی مکمل خوراک کیا ہے؟

(حاضرین: ماں کا دودھ۔)

دودھ کاہے کا بنتا ہے؟ (حاضرین: خون سے، ماں کے خون سے۔)

میں اپنی ماں کے خون کے علاوہ کیا ہوں؟

(حاضرین: کچھ بھی نہیں۔)

تو جب اپنی ماں کو تکلیف پہنچاتے ہیں، اپنے آپ کو مُکّے نہیں مارتے—؟

اللہ کہتا ہے، میں ستّر ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔ تو ہم ہیں کیا؟

(حاضرین: ماں کے علاوہ کچھ نہیں۔)

اور ہم ماں سے ناراض ہوتے ہیں، شادی ہوجائے، بعض لوگ ایک طرف کر دیتے ہیں۔ بوڑھی ہو جائے، چار بچے ہوں، انہوں (بچوں نے آپس میں) نے کہا، تم رکھ لو، تم رکھ لو، تم رکھ لو۔ بس ایک بات بتادیں، کیا ہم احسان فراموش ہیں یا احسان شناس ہیں؟

(حاضرین: احسان فراموش۔)

جو جتنا تابع ہے، وہ احسان شناس ہے۔ اللہ تعالیٰ احسان کو پسند کرتے ہیں۔

قرآن پاک میں ہے،

یٰمعشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من
اقطار السمٰوٰت والارض فانفذوا ؕ لا تنفذون الا بسلطٰن ○

ترجمہ: اے گروہِ جنات اور انسان! تم آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل کر دکھاؤ، تم نہیں نکل سکتے مگر سلطان سے۔ (الرحمٰن : ۳۳)

آپ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، ہاتھ اٹھادو۔ ماں کی خدمات کا صلہ کس نے پورا کیا—؟ ہاتھ اٹھاؤ۔ ماں کے حقوق پورے نہیں کر سکتے۔ ماں مرتی ہے، بچہ خون نہیں دیتا۔ بیٹا بازار سے خرید کے خون دیتا ہے۔ یہ ماں کے احسان کا بدلہ ہے—؟ بولو۔ اللہ تعالیٰ جب اپنی تخلیق کا ذکر فرماتے ہیں تو کہتے ہیں، میں ستّر ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔

اب دیکھ لیں، ماں کی کتنی گستاخی کرتے ہیں، بیوی کی کتنی خوشامد کرتے ہیں۔

سمجھ میں آئی بات؟ (حاضرین نے عرض کیا: جی۔)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

(حاضرین نے باآواز بلند سلام کا جواب دیا — وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ)

آپ سب لوگ تشریف لائے۔ سفر کی صعوبت برداشت کی، گھر کے آرام کو چھوڑ کے زمین پر سوئے۔ یہ سب آپ نے میری، اللہ کے دوست کی باتیں سننے کے لیے تکلیفیں اٹھائیں۔ ہم لوگ فقیر لوگ ہیں۔ خاندانی اعتبار سے سید پٹھان کچھ نہیں۔ آپ سب آئے ہیں اللہ کے لیے۔ اپنے لیے یہ ایک ہی دعا ہو، یا اللہ، اپنی مخلوق کی خدمت کی توفیق عطا ہو۔

(عظیمیہ جامع مسجد "آمین" کی آواز سے گونج اٹھی۔)

یا اللہ! مخلوق جس رشتے سے ہٹ گئی ہے، جھوٹ ہے، چوری ہے، ملاوٹ ہے وغیرہ وغیرہ، ان سمیت، میرے سمیت ہم سب کو توفیق دے کہ ہم آپ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر عمل کریں، بتائے ہوئے راستے پر عمل کریں۔

(خواتین و حضرات نے ایک آواز سے "آمین" کہا۔)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اعملوٓا — عمل کرو! اٰل داود — حضرت داؤدؑ کی امت۔

اعملوٓا اٰل داود شکرا — میرے بندو، میرا شکر ادا کرو۔

کیوں شکر ادا کرو؟

وقلیل من عبادی الشکور۔ لوگ میری نعمتیں کھاتے ہیں، لوگوں کو میں سورج دیتا ہوں، چاند دیتا ہوں، ستارے دیتا ہوں، پانی دیتا ہوں، گیسز دیتا ہوں، اماں دیتا ہوں، ابا دیتا ہوں، خاندان دیتا ہوں، زندگی دیتا ہوں۔ میرا شکر ادا کرو۔ وقلیل من عبادی الشکور۔

صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وسلم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

فقیر کی ڈاک

تفکر — ذہن کی دنیا میں داخل ہونے کا راستہ ہے۔ تفکر سے خیال کی گہرائیاں روشن ہوتی ہیں۔ گہرائی میں تخلیقی رموز کے خزینے ہیں جن تک رسائی — عرفانِ نفس اور معرفتِ الٰہی ہے۔ "فقیر کی ڈاک" اذہان کی آبیاری ہے جس میں مرشد کریم خواجہ شمس الدین عظیمی صاحبؒ نے شعور کے تانے بانے کو لاشعور سے جوڑ دیا ہے۔

محترم و مکرم جناب اباجی — السلام علیکم و رحمۃ اللہ

آپ کی نظرِ کرم سے صحت بہتری کی طرف رواں دواں ہے۔ کسی نہ کسی طرح سے مشاہدہ رہا ہے کہ مرشد کی ہمہ وقت نظرِ کرم رہتی ہے۔ اندر میں ایک انجانی تبدیلی محسوس ہوئی — اذیت ناک نادیدہ پھوڑے، پھوٹے نہیں، کہیں غائب ہونا شروع ہو گئے — مرشد لج پال ہیں۔

زندگی کے 56 سال گزر گئے۔ تجربہ یہ رہا کہ ہر موڑ انجان ہے۔ آہستہ آہستہ سمجھ میں آیا کہ الجھنے سے زندگی اور الجھتی ہے۔ اب جسم لاغر مگر رقیب ہے۔ رقیب کے سامنے میری کوئی سنوائی نہیں۔ یہ بھی سمجھ میں آیا کہ ذوقِ طلب، لذتِ جاہ و مال سب گرتے مکان ہیں مگر جسم رقیب ہے۔

آپ کی نگرانی میں مضامین کے سلسلے میں حضور قلندر بابا اولیاؒ کی رباعیات میں فارمولوں کی تلاش کے بہت مواقع ملے ہیں۔ حالاتِ حاضرہ کے مطابق یہ رباعی بھی نظر سے گزری۔

افلاک کا ہے ستم، ستم بھی کیا ہے — اک لمحے کا جو غم ہے وہ غم بھی کیا ہے
پی اور بہت پی کہ ترا دم نہ رہے — اک دم کی ہے زندگی، وہ دم بھی کیا ہے

آپ نے بار بار احساس دلایا، سب فکشن ہے، سب گزر جاتا ہے۔

کہنے کی بات نہیں مگر رہا نہیں جاتا۔ بہت تکلیف ہوتی ہے۔ حاضری کی نیت ہے۔ دل و دماغ اپنی گہرائیوں سے ایک ہی اشارہ دہراتے ہیں کہ مرشد پاک سے کامل ناآشنائی ہے۔